احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

پیر 22/ اکتوبر 2012ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 22/اکتوبر 2012ء 5 ذوالحج 1433 ہجری 22/اخاء 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 246

وہ زندہ ہیں

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

(البقرہ :155)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا تعالیٰ کے لئے دکھ اٹھاتے ہیں- ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دے گا- دنیا تو چلنے کا مقام ہے' رہنے کا نہیں- اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے' تو خوشی کا مقام نہیں- یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونے والے ہیں اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنے والا ہے جو دائمی ہے- جو لوگ اس مختصر جہاں میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھ کر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں- وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جنم آنے والا ہے اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈال دیا ہے ان دونوں کو وہاں چل کر بدلہ ملے گا- یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے مواقع حاصل کرنے کے واسطے ہے- جن سے خدا تعالیٰ راضی ہو- (ملفوظات جلد چہارم ص 72)

کراچی میں احمدی نوجوان سعد فاروق مذہبی منافرت کی بنا پر ٹارگٹ کلنگ کا شکار۔ دیگر تین افراد شدید زخمی

کراچی میں اس سال سات احمدیوں کو ان کے عقیدہ کی بنا پر قتل کیا جا چکا ہے

ترجمان جماعت احمدیہ مکرم سلیم الدین صاحب

(پ ر) احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ 19/ اکتوبر 2012ء کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب ساکن بلدیہ ٹاؤن کراچی عمر تقریباً 26 سال پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر جاتے ہوئے نامعلوم افراد نے فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں مکرم سعد فاروق صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ مکرم سعد فاروق صاحب جماعت احمدیہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر جماعت کے بیٹے تھے۔ یاد رہے کہ کچھ عرصہ قبل بلدیہ ٹاؤن میں جماعت احمدیہ کے صدر مکرم نعیم احمد گوندل صاحب کو بھی ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ تفصیلات کے مطابق نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد سعد فاروق صاحب کے والد، بھائی اور سسر کار میں جبکہ وہ اپنی موٹر سائیکل پر ان کی گاڑی کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ گھر سے تھوڑے فاصلے پر نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کر دی، جس کے نتیجہ میں ایک گولی ان کے سر کے پچھلے حصہ میں لگی اور وہ موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ مکرم سعد فاروق صاحب پر فائرنگ کرنے کے بعد حملہ آوروں نے گاڑی میں سوار ان کے اہل خانہ پر بھی فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں سعد فاروق صاحب کے والد مکرم فاروق کاہلوں صاحب (صدر جماعت بلدیہ ٹاؤن) کے دونوں بازوؤں میں چار گولیاں، بھائی مکرم عماد فاروق کے ماتھے پر اور مکرم سعد فاروق کے امریکہ سے آئے ہوئے سُسر مکرم چوہدری نصرت صاحب کی گردن اور سینے میں تین گولیاں لگی ہیں۔ تینوں زخمیوں کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا، جہاں ان کا علاج جاری ہے۔ مقتول کے والد اور جماعت احمدیہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر فاروق کاہلوں صاحب کی حالت تشویش ناک ہے۔ مکرم سعد فاروق صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے فعال کارکن تھے اور ایک ہفتہ قبل ان کی شادی ہوئی تھی۔

ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے اس افسوسناک واقعہ پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سال 2012ء میں کراچی میں احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ میں تیزی آئی ہے اور جماعت کے نمایاں عہدیداروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس نے ابھی تک کسی ایک کیس کے ملزم کو گرفتار تک نہیں کیا۔ جبکہ کراچی سمیت ملک کے دیگر حصوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت پر مبنی اشتعال انگیز لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم کھلے عام جاری ہے اور متعدد بار انتظامیہ کو اس جانب توجہ مبذول کرائی جا چکی ہے لیکن انتظامیہ کی جانب سے کبھی ٹھوس کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے کہا ہے کہ اس طرح کے افسوسناک واقعات پر قابو پانے کے لئے لازم ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جاری نفرت وتشدد کی لہر کو روکا جائے اور جو لوگ اس شر انگیزی میں ملوث ہیں ان کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

مقابلہ مقالہ نویسی

(بسلسلہ صد سالہ تقریبات روزنامہ الفضل)

روزنامہ الفضل کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ادارہ الفضل کے زیر اہتمام مقابلہ مقالہ نویسی منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں کسی بھی عمر کے احمدی احباب وخواتین شامل ہو سکتے ہیں۔ مقالہ مندرجہ ذیل عناوین میں سے کسی ایک عنوان پر لکھا جا سکتا ہے۔

- الفضل کا تاریخی پس منظر، ضرورت واہمیت
- دینی تعلیم وتربیت کے میدان میں الفضل کی خدمات
- استحکام خلافت کے لئے الفضل کا کردار
- الفضل کی علمی وادبی خدمات
- تعمیر واستحکام پاکستان میں الفضل کا کردار

قواعد وضوابط

مندرجہ ذیل قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا مقالہ مورخہ 10 جنوری 2013ء تک ادارہ الفضل کو بھجوائیں۔

1۔ مقالہ کے الفاظ 30 ہزار سے 40 ہزار کے درمیان ہونے چاہئیں۔

2۔ ایسے مقالہ جات مقابلہ میں شامل نہ کئے جائیں گے جن کے الفاظ کی تعداد 30 ہزار سے کم یا 40 ہزار سے زائد ہوگی۔

3۔ جن کتب کا حوالہ دیا جائے ان کے مصنفین، کتاب کا نام، ایڈیشن، مطبع، سن اشاعت جلد وصفحہ درج کیا جائے۔

4۔ مقالہ ہاتھ سے خوشخط لکھیں تاہم اگر کمپوز ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ کمپوزنگ کی صورت میں 18 پوائنٹ سائز میں صفحہ کے ایک طرف، حاشیہ چھوڑ کر پرنٹ کریں۔ اسی طرح A4 سائز کے 50 سے 70 صفحات ہوں گے۔ جلد (Binding) کروا کے ادارہ کو ارسال کریں۔

5۔ مقالے کے ساتھ اس کی سافٹ کاپی CD پر بھجوائیں۔

باقی صفحہ 8 پر

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے فارسی اشعار کی تضمین

برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2012ء

کیا کریں محدود ہے اپنا سخن   کانپ جاتا ہے تصور سے بدن
ہر طرف روحانیت ہے موجزن   شمع اک ہے ساری دنیا انجمن

”منزلِ شاں برتر از صد آسماں
بس نہاں اندر نہاں اندر نہاں“

اب طلوع مغرب سے ہے خورشیدِ حق   دستِ جاناں پہ ہوئی تجدیدِ حق
آسماں کرتا ہو جب تائیدِ حق   کس کو یارا پھر کرے تردیدِ حق

”ہست فرقے درنظرہا اے سعید!
آنچہ ہارُوں دید، آں قارُوں نہ دید“

آخریں کو اوّلیں کی جستجو   پھر وُہی ہے گردشِ جام و سُبو
آبیاری کر رہا ہو جب لہو   کیوں نہ مہکے پھر حدیقہ کو بکو

”اے خدا اے چارۂ آزارِما
اے علاجِ گریہ ہائے زارِما“

دل ہتھیلی پہ رکھے عرب و عجم   بھول آئے ہیں زمانے بھر کے غم
ایک ہی چشمے سے پیتے ہیں بہم   اک جماعت ہو رہی ہے تازہ دم

”اے خدا اے چشمۂ نورِہدیٰ
از کرم ہا چشمِ ایں اُمّت کُشا“

روزِ روشن دیکھتے ہو جا بجا   ہے یہ خورشیدِ خلافت کی ضیاء
منسلک اس نور سے جو ہو گیا   پھر اُسے اندیشہء ظلمت ہوکیا

”حاجتِ نورے بُوَد ہر چشم را
ایں چنیں اُفتاد قانونِ خدا“

مہدیٔ دوراں سنو ہیں آ چکے   اسمعوا صوت السماء از ایم ٹی اے
وصل کے یہ آسمانی سلسلے   ہیں محمد مصطفےٰؐ کے معجزے

”آنکہ بہر زندگی آبِ رواں
در معارف ہمچو بحرِ بیکراں“

آسماں سے پھر نزولِ آب ہے   رُوحِ تشنہ آج بھی سیراب ہے
جز اِسی کشتی کے سب گرداب ہے   اک حقیقت کے سوا سب خواب ہے

”شرطِ فیضِ حق بُوَد عجز و نیاز
کَس ندیدہ آب بر جائے فراز“

آنکھ خیرہ کر رہا تھا آفتاب   جھلملائے آنکھ میں بیاس و چناب
خاص وعام ومفلس و میرو نواب   سب برابر تھے،سبھی عزت مآب

”حافظ و ستّاری ازجُودو کرم
بیکساں را یاری از لطفِ اتم“

سجدہ ہائے شکر میں آہ و بکا   ہے جنونِ عشق میں اک انتہا
اس سے بڑھ کے اور کیا مانگیں دعا   وصل ہو منزل ،جنوں ہو راستہ

”از خرد منداں مرا انکار نیست
لیکن ایں رہ، راہِ وصلِ یار نیست“

یہ اُسی کے لفظ کی تاثیر ہے   میرا سلطاں جو، شہہِ تحریر ہے
عالمی بیعت کی جو زنجیر ہے   سورۂ الفتح کی تفسیر ہے

”آں خدا با یارِ خود یاری کُند
با وفاداراں، وفا داری کُند“

فاروق محمود (لندن)

مکرمہ بشریٰ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ ناروے

علمی ریلی بعنوان قرآن کے علوم وفضائل

زیر انتظام: لجنہ اماء اللہ ناروے

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے لجنہ اماءاللہ ناروے کو 15 ستمبر 2012ء بروز ہفتہ علمی ریلی بعنوان قرآن کے علوم و فضائل منعقد کرنے کی توفیق ملی۔اس علمی ریلی میں 11 مختلف مجالس کی طرف سے 5,5 لجنات کی 11 ٹیموں نے حصہ لیا اوراس موقع پر لجنہ کی کل حاضری 180 رہی۔علمی ریلی کے نصاب کو5 حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

مقررہ نصاب میں سے سوال وجواب کے کل 5راؤنڈ ہوئے۔اللہ کے فضل سے ہرٹیم نے بھرپور تیاری کی ہوئی تھی اوراحسن رنگ میں ہرٹیم نے سوالات کے جوابات دیئے۔آخر پر پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس میں انعامات تقسیم کئے گئے۔پوزیشنز کچھ اس طرح رہیں۔

اول: مجلس لورن سکوگ۔
دوم: مجلس نتید ال
سوم: مجلس درامن
چہارم۔مجلس کلوفتہ

دعا کے ساتھ اس علمی ریلی کا اختتام ہوا۔تمام لجنات نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور آخر میں سب کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم پڑھنے اوراس کے تمام احکامات پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

پبلشرو پرنٹر : طاہرمہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاءالاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

حضرت سردار امام بخش خان صاحب قیصرانی

بلوچ قبیلہ کے سردار۔ رفیق حضرت مسیح موعود

پندرھویں صدی کے ایک بلوچ حکمران سردار میر چاکر خان رند بلوچ (1468-1565ء) کے بھانجے سردار قیصر خان سے بلوچ قبیلے کی ایک شاخ ''قیصرانی'' کی بنیاد پڑی، اس قبیلہ کا مسکن خاص طور پر ڈیرہ غازی خان (صوبہ پنجاب) ہے لیکن سکونت کے لحاظ سے یہ قبیلہ آگے پھر موسیٰ خیل (بلوچستان) اور ڈیرہ اسماعیل خان (پختون خواہ) تک وسعت رکھتا ہے۔ سر لیپل ایچ گرفین (Sir Lepel Henry Griffin) نے اپنی کتاب The Punjab Chiefs یعنی ''تذکرہ رؤسائے پنجاب'' میں بھی قیصرانی قبیلہ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود کی زندگی میں ہی احمدیت کی نِدا اس قبیلے تک پہنچی جس کے نتیجے میں بعض لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں حضرت سردار امام بخش صاحب قیصرانی آف کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان بھی شامل ہیں جنہیں قبول احمدیت کے علاوہ حضور اقدس کا رفیق ہونے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت سردار امام بخش صاحب قیصرانی کو ان کے والد صاحب کے کہنے پر گورنمنٹ نے ریاست سے نکال دیا اور اس بے کسی اور بے بسی کی حالت میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر کے اپنی مشکلات کے دور ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی، جس کے جواب میں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط پہونچا۔ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر آپ سچے اعتقاد اور ایمان پر قائم ہوں گے۔ امید کہ اللہ تعالیٰ بہرحال آپ کے لئے بہتر کرے گا۔ گو جلدی یا کسی قدر دیر سے، استقامت اور حسن ظن کی طرف رہیں۔ آپ کو معہ آپ کی اہلیہ کے بیعت میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے حالات سے بار بار اطلاع دیں اور دو ہفتہ یا تین ہفتہ کے بعد اطلاع دے دیا کریں۔ یہ ضروری ہے اور اگر ایک دفعہ قادیان میں آجائیں تو بہت بہتر ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔
والسلام

غلام احمد از قادیان 20/اکتوبر 1906ء''

آپ نے 1906ء میں تحریری بیعت کی توفیق پائی۔ حضور اقدس کے مندرجہ بالا مکتوب میں درج حضور کی دعا ''اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہرحال بہتر کرے گا گو جلدی یا کسی قدر دیر سے''۔ کے قبولیت کے سامان اس طرح ہوئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد مبارک میں آپ کے والد نے گورنمنٹ کو آپ کے آنے کی اجازت کے لیے لکھا اور آپ کو اجازت مل گئی۔ اس کے بعد تھوڑے عرصہ ہی میں ولی عہد دیوانہ ہو گیا اور آپ کے والد صاحب کی وفات ہو گئی، جس کے بعد آپ کو رئیس مقرر کیا گیا اور حضرت اقدس کے مبارک کلمات معجزانہ رنگ میں پورے ہوئے۔

تحریری بیعت کے بعد جلد ہی آپ دستی بیعت اور حضرت اقدس کی زیارت کے لیے قادیان حاضر ہوئے اور مسیح موعود کی مصاحبت کا شرف پایا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت سردار بیگم صاحبہ تھا جنہیں آپ کے ساتھ ہی قبولیت احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ کی اہلیہ حضرت سردار بیگم صاحبہ نے اپنی اور آپ کی قبول احمدیت کا حال بیان کرتے ہوئے 1934ء میں بعنوان ''میں کیوں کر احمدی ہوئی'' لکھا: (نوٹ: اس مضمون میں سردار صاحب سے مراد حضرت سردار امام بخش صاحب قیصرانی ہیں۔ ناقل)

''ہم حنفی مذہب کے پیرو تھے، میرا خاوند شیعہ مذہب کی طرف راغب ہو گیا، مجھے اس بات سے بہت رنج ہوتا۔ ہم آپس میں میاں بیوی بہت بحث ومباحثہ کرتے، جب کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہ آتی تو بڑی عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور یہی دعا کرتے کہ حضرت امام مہدی کو ہماری زندگی میں ظاہر فرما تا کہ وہ آکر ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ گو وہ امام موعود موجود تھے لیکن ہمارے کانوں نے نہیں سنا تھا یقیناً یہ ہماری عاجزانہ دعا منظور ہو گئی کہ ہم اپنے خاندان اور برادری و رعایا غرضیکہ تمام قوم سے پہلے ہی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے اور بذات خود حضرت مسیح موعود کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

خدا تعالیٰ نے پہلی رہنمائی یہ فرمائی کہ میرے خاوند کو خواب میں کسی وجیہہ شکل بزرگ نے کہا کہ دیکھو امام بخش! (نام لے کر مخاطب کیا) ابوبکرؓ وعمرؓ کے ذمہ کوئی سہو وخطا نہیں۔ اس خواب نے اُن پر ایسا اثر کیا کہ شیعہ عقائد سے فوراً دست بردار ہو گئے۔

ایک دن صبح سات آٹھ بجے سردار صاحب یعنی میرا خاوند ہاتھ میں اخبار بدر نامی لیے گھر آئے اور مجھے بلا کر کہا تمہیں آج نئی بات سنائیں، میں آکر بیٹھی تو وہ اخبار جب حضرت مسیح موعود نے زلزلہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور حضور خود باغ میں قیام پذیر تھے، اخبار میں حضور کے الہام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر اور کچھ لوگوں کے اعتراضوں کے جواب تھے۔ ہم نے بڑی حیرانی سے ان باتوں کو پڑھا، سردار صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ یہ اخبار کہاں سے ملی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ڈاک منشی نے دی ہے، وہ خود بھی ہماری طرح ناواقف تھا۔ ایک دفعہ اسی منشی مذکور نے پھر بھی اسی اخبار کا پرچہ دیا لیکن پُرانے خیالات جو عقیدہ کے رنگ میں دماغ میں آگئے تھے وہ صرف دو پرچوں سے کیسے نکلیں! لیکن دل چاہتا تھا کہ کسی طرح اس معاملہ کی اچھی طرح وضاحت ہو۔ میں سردار صاحب سے کہتی کہ کسی سے آپ دریافت کریں، وہ فرماتے ہاں مجھے خود خیال ہے مگر کوئی واقف کار ملے تو پوچھوں! تھوڑا عرصہ گزرا کہ ایک میراب گورداسپور کا ملازمت کے باعث یہاں آگیا۔ سردار صاحب نے اُس سے دریافت فرمایا تو اُس نے ہماری تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیا اور کہا کہ یہ محض دکانداری اور دھوکہ بازی ہے۔ کافی عرصہ کے بعد سردار صاحب اپنے کام کی خاطر لاہور گئے اور مہینہ سوا مہینہ وہاں رہے، وہاں اُنھوں نے مخالفت مسیح موعود کا وہ شور دیکھا کہ الامان! شاہی مسجد میں تقریر ہو رہی تھی، ٹریکٹ و اشتہارات مفت تقسیم کیے جا رہے تھے، سردار صاحب کو بھی دیئے گئے ......جن کو سردار صاحب ہمراہ لائے۔

اسی عرصہ میں بستی بزدار جو ہمارے قریب تھی، احمدیت پہنچ چکی لیکن ہمیں کچھ علم نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں کا باشندہ مولوی ابوالحسن خان نامی دہلی پڑھتا تھا وہاں سے وہ احمدیت لایا اور اس کے ذریعہ بستی بزدار میں تین شخص احمدی ہو گئے، دو شخص خواندہ تھے تیسرا ناخواندہ تھا، اسی ناخواندہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں احمدیت جیسی نعمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ اُسے غریق رحمت کرے، پھل خان اس کا نام تھا، جراحی کا کام کرتا تھا اور یہاں ہمارے کوٹ قیصرانی میں بھی آکر لوگوں کا علاج کرتا رہتا تھا اس واسطے اس کی آمد و رفت یہاں اکثر رہتی تھی۔ ایک دن سردار صاحب اپنی مردانہ بیٹھک میں چند آدمیوں سمیت بیٹھے تھے کہ پھل خان آگیا، اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتے ہوتے کسی شخص نے سردار صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ پھل خان نے مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ سردار صاحب نے پھل خان سے پوچھا، اُس نے حضرت مسیح موعود کا ذکر خیر کیا تب سردار صاحب جو کچھ لاہور میں دیکھ اور سُن آئے تھے، پھل خان کو غلطی خوردہ سمجھ کر اُس کو وہ باتیں سمجھانے لگے۔ اس نیک دل انسان نے کہا کہ دیکھو سردار صاحب! آپ نے مخالفوں کی تقریریں سنیں، لٹریچر پڑھا، اگر تحقیق حق ہے تو ہماری کتابیں بھی پڑھیں، میں آپ کو لا کر دوں گا۔ سردار صاحب نے وعدہ کیا کہ میں ضرور پڑھوں گا۔ وہ مرحوم ومغفور انسان تلاش کر کر کے ہمیں کتابیں لا کر دیتا، ایک ختم ہوتی تو اور تلاش کر کے لاتا۔ جاڑے کا موسم تھا اکثر ہم رات کو پڑھتے تھے، سچ آخر سچ ہی ہے، مخالفین کی باتیں بھی تو ہم نے سُنی اور پڑھی تھیں، ان کے مقابلہ میں یہ کتب نور اور نافہ تھیں جو ہمارے دماغوں کو روشن اور معطر کرنے لگیں، ہمارے مخالف اگر تحقیق حق کے خیال سے پڑھیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اُن پر حق ظاہر نہ ہو۔ ہم اپنی کیا کہیں؟ جب ہم پر حق کھلنے لگا اور دن بدن ایمان ترقی کرتا کرتا یقین کی حد کو پہنچا تو پھر میں اس خوشی کی کیا مثال دوں؟ ٹھیک اسی طرح پر ہو گا کہ جس طرح پر کسی کا باپ دادا کوئی مدفون خزانہ چھوڑ کر مر گیا ہو اور اولاد اُس خزانہ کو تلاش کرتے کرتے افلاس کی حالت میں پہنچ گئی ہو تب اچانک وہ خزانہ مل جائے۔ یا کوئی پیاسا کسی ویرانہ میں پانی کی تلاش میں جاں بلب ہو، اُسے پانی کی بجائے سرد خوش ذائقہ شربت مل جاوے تو اُسے کس قدر خوشی ہو گی! کیا یہ کوئی معمولی بات ہے جس کے انتظار میں ہمارے باپ دادا گزر گئے، سینکڑوں اولیاء اللہ ترستے رہ گئے، وہ ہمیں یہیں پنجاب میں مل گیا.....

جب ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی مسیح اور مہدی ہیں......تو پھر ہم نے بیعت کا خط لکھا.....

20/اکتوبر 1906ء کو ہم دونوں میاں بیوی نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ سردار صاحب نے خود تو دو تین مہینے بعد قادیان شریف جا کر دستی بیعت کی مگر عاجزہ راقمہ نے 1907ء میں بال بچوں سمیت بہمراہی سردار صاحب دار الامان جا کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آج 34ء (مراد 1934ء۔ ناقل) ہے جو لوگ اس وقت قادیان کو ازسرنو دیکھتے ہوں گے وہ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید ابتداء سے یہی آبادی ہو گی لیکن میری طرح جس نے پہلے دیکھا ہو گا یا مجھ سے بھی پہلے دیکھنے والے اب دیکھ کر ان کے دل وجد میں آجاتے ہوں گے کیونکہ ہر مکان خدا تعالیٰ کا تازہ نشان نظر آتا ہے.....وہ ہستی جو پردۂ غیب میں ہے وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ان نشانات سے چہرہ نمائی فرماتی اور اپنی ہستی کا ثبوت دیتی ہے جس سے طالبان حق تسلی پاتے اور سرور حاصل کرتے ہیں ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

جب ہم حضرت اقدس کے دروازے پر پہنچے، دربان سے سردار صاحب نے فرمایا کہ آپ کسی عورت کو بلا دیں کہ ہمارے عیال کو اندر لے

جاوے، اس نے کسی کو بلایا وہ ہمیں اندر سے اوپر کو لے گئی، صحن میں تخت پوش پر ایک عابد شکل، مجسم نور اسی سالہ بزرگ بیٹھا وضو فرما رہا ہے، آگے قلم و دوات اور کاغذات رکھے ہوئے ہیں، دل نے گواہی دی کہ ضرور یہی بزرگ مسیح موعود ہوں گے مگر میں نے احتیاطاً اپنی راہبر بیوی سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہی حضرت صاحب ہیں۔ چونکہ حضرت (اماں جان) صاحبہ سامنے کے کمرے میں تشریف فرما تھیں، وہ راہبر بیوی ہمیں وہاں لے جا رہی تھی لیکن میں پہلے حضرت اقدس کی خدمت میں چلی گئی، السلام علیکم عرض کر کے نیچے پختہ فرش پر بیٹھ گئی۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے اپنا وطن بتایا، سردار صاحب کا نام لیا۔ آپ بشاش چہرے سے حال دریافت فرماتے اور ہنستے رہے۔ عصر کا وقت تھا حضور نماز کی تیاری کر رہے تھے، آپ بیت مبارک میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا کہ آپ وہاں جا بیٹھیں یعنی جہاں حضرت اماں جان صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ ہم ان کی خدمت میں پہنچے السلام علیکم عرض کیا، آپ نے کمال مہربانی اور کشادہ پیشانی سے جواب دیا، احوال دریافت فرمایا، پیاس کا پوچھا کیونکہ سفر کی تکلیف سے پیاس کا لگ جانا ضروری بات ہے ...... فوراً شربت بنوایا، ہم چار آدمی تھے سیر ہو کر پیا۔ کیا ہی مہمان نوازی ہے۔ ہمارا وہ آقا جو روحانی باپ تھا جس کا کلام ہم جیسے مردہ لوگوں کے لیے زندگی بخش تھا، واقعی اس کے شایاں یہی ہماری روحانی والدہ حضرت اماں جان صاحبہ ...... ہیں ...... بذات خود چل کر نیچے والے کمروں سے ایک کمرہ دیا، سامان رکھوایا، پُرتکلف کھانا بھجوایا۔ میں کھانا کھانے کے بعد شام کو اوپر بیعت کے لیے گئی اور بیعت کے واسطے عرض کیا تو فرمایا کہ آپ آج ہی آئے ہو، رہو گے تو بیعت بھی ہو جائے گی ......

دو روز کے بعد پھر میں نے بیعت کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ کیا آپ نے میری کوئی کتاب بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے بہت سی کتب دیکھی ہیں۔ حضور نے نام دریافت فرمائے تو میں نے جتنے نام یاد آئے سنا دیئے تو آپ نے بہت خوش ہو کر میری بیعت لی اور فرمایا کہ اس وقت جو کتاب تحریر کر رہا ہوں اس کا نام چشمۂ معرفت رکھوں گا، جب چھپے گی تو آپ کو بھجوا دوں گا۔"

(الحکم قادیان 14 ستمبر 1934ء ص 8 تا 10)

حضرت سردار امام بخش صاحب نہایت مخلص اور نیک انسان تھے، قادیان حاضر ہو کر حضور کی پرانے خدام سے محبت کو نہایت رشک سے دیکھتے، حضرت مفتی محمد صادق صاحب (وفات 13 فروری 1957ء) حضرت اقدس کے نظام ڈاک کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عموماً حضرت صاحب ڈاک کسی خادم کے ہاتھ میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے مگر بعض دفعہ خود ہی اپنے ہاتھ میں ڈاک لئے ہوئے نماز ظہر کے واسطے باہر تشریف لاتے تو جو کھڑکی حضور کے کمروں سے (بیت) مبارک میں کھلتی ہے اس سے نکلتے ہی مجھے آواز دیتے کہ یہ ڈاک ہے۔ کوٹ قیصرانی کے بزرگ سردار امام بخش صاحب مرحوم جو بہت ہی مخلص احمدی تھے ایک دفعہ فرمانے لگے پُرانے صوفیا کے طرز پر ہر ایک بزرگ کا کوئی معشوق ظاہری بھی ہوتا ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو حضرت مسیح موعود کے معشوق مفتی صاحب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اکثر جب حضرت صاحب آتے ہیں تو سب سے پہلے یہی کہتے ہیں کہ "مفتی صاحب کہاں ہیں؟"

(الحکم 7 مئی 1934ء صفحہ 11)

1909ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک دورے کے سلسلے میں جب لیہ سے گزرے تو آپ اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملاقات کے لیے سٹیشن پر تشریف لائے چنانچہ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"راستہ میں لیہ کے اسٹیشن پر برادر سردار امام بخش صاحب قیصرانی چند دیگر احمدی احباب کے ساتھ عاجز کی ملاقات کے واسطے کھڑے تھے، خدا تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے"۔

(بدر 23 ستمبر 1909ء صفحہ 1)

حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحب اپنے علاقہ میں معزز اور وجیہہ سردار ہونے کے باوجود خلافت کے ساتھ گہری وابستگی اور خلیفہ وقت کے کامل مطیع اور حد درجہ فرمانبردار تھے۔ خلافت کے ساتھ نہایت وفا اور اخلاص کا تعلق تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک مرتبہ مکرم رشید قیصرانی صاحب کا تعارف کراتے ہوئے، حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحب کی خلافت کے ساتھ محبت اور عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"قیصرانی خاندان مشہور ہے۔ اصل ان کی شہرت تو اس لئے ہے کہ قیصرانی خاندان کے جو بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کر لیا تھا ...... ان کے جو سردار تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کو مان لیا تھا اور تھے وہ بہت بہادر اور بہت مخلص۔ انگریزوں نے جو مختلف خاندانوں کو مقام دیئے ہوئے تھے ان میں قیصرانی سرداروں کا مقام قادیان میں ہمارے خاندان سے آگے تھا۔ قادیان کا خاندان تو پہلے ہی لٹ پٹ چکا تھا اور اس کے اردگرد کوئی آبادی ایسی نہ تھی جو اس خاندان کو سپورٹ دے۔ سکھ تھے سارے، مگر قیصرانی قبیلہ تھا پورے کا پورا اور جب وائسرائے کا دربار لگتا تھا تو ان کو آگے کرسی ملتی تھی اور جو خاندان ہمارا تھا، آباء واجداد کا اس کو نسبتاً پیچھے کرسی ملتی تھی تو ان کے اخلاص اور بہادری کا پہلے واقعہ سناؤں آپ کو، غالباً پرنس آف ویلز آئے تھے یا کوئی اور شہزادے آئے تھے۔ بڑے اہتمام اور شان و شوکت سے ایک دربار بلایا گیا جس میں تمام پنجاب کے جو معزز خاندان تھے جو پنجاب چیفس کہلاتے تھے ان سب کو دعوت دی گئی اور ان کی کرسیاں حکومت کے لحاظ سے ترتیب سے لگائی گئی تھیں۔ جو سب سے معزز وہ آگے جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے اور جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے۔ اس طرح کرسیوں کی قطاریں ان خاندانوں کے انگریزوں کی نظر میں مقام کو بھی ظاہر کرتی تھیں۔ بہت سلیقے سے دربار سجا ہوا تھا اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی بھی مدعو تھے اور ایسا اہم موقعہ تھا کہ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ ضرور جائیں۔ آپ بھی چلے گئے تو قیصرانی سردار کی کرسی آگے تھی اور کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت مصلح موعود کی کرسی تھی۔ اب انگریزوں نے مذہب کے لحاظ سے تو کوئی عزت نہیں دینی تھی، ان کو پرواہ بھی کوئی نہیں تھی لیکن خاندانی مقام کے لحاظ سے انہوں نے ٹھیک کیا، اپنے مقام پہ رکھا۔ رشید قیصرانی جن کی نظم سنائیں گی، پتہ نہیں ان کے نانا تھے یا دادا (یہ حضرت امام بخش قیصرانی تھے۔ ناقل) ان کی نظر پڑ گئی کہ حضرت مصلح موعود پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنی کرسی موڑی اور بادشاہ کی طرف پیٹھ کر دی وائسرائے اور شہزادے کی طرف، اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ کر لیا۔ سرداروں کا یہ ایک دستور ہے کہ اکٹھے رہتے ہیں اور ان میں سے کوئی معزز آدمی حرکت کرے تو دوسرے نہ کریں تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پھٹ گئے ہیں۔ تو جتنے بھی ڈیرہ غازی خان کے معززین سردار تھے ان سب نے اپنی کرسیاں پھیر لیں اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ اور پیٹھ اس طرف۔ وائسرائے گھبرا گیا۔ اس نے سمجھا کہ بغاوت ہونے والی ہے کوئی۔ اتنی عجیب حرکت۔ اس نے فوراً آدمی دوڑایا کہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ناراضگی ہوئی تو ہمیں بتائیں۔ اس نے کہا ناراضگی تو کوئی نہیں مگر یہ میرا روحانی پیر ہے میرے نزدیک یہ زیادہ معزز ہے۔ میں اس کی طرف پیٹھ نہیں کر سکتا۔ تمہاری طرف کر سکتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت مصلح موعود کی کرسی وہاں سے اٹھوائی، اگلی صف میں ساتھ کی تو پھر وہ سارے سیدھے ہو گئے۔ یہ ہے قیصرانی قبیلے کی داستان جو ہمیشہ یاد رہے گی۔ ان کی بہادری ان کا اخلاص۔

(الفضل 26/اگست 1998ء)

آپ نے 1924ء میں وفات پائی۔

(الفضل 20 مئی 1924ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سردار بیگم صاحبہ کے سفر قادیان کی روئیداد اوپر گزری ہے، یہ روئیداد سفرِ قادیان بہت طویل اور ایمان افروز ہے، اپنے اس قیام قادیان کے بارے میں حضرت سردار بیگم صاحبہ نے دیگر کئی باتوں کا ذکر کیا ہے، طوالت سے بچتے ہوئے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضور کا غض بصر

"ایک دن حضرت اماں جان حضرت اقدس کے ہمراہ بغرض تفریح سیر کو باہر تشریف لے گئیں، عاجزہ راقمہ اور دیگر بہت سی مستورات برقعہ پوش حضرت ممدوحہ کی اردل میں چلیں۔ میرا بیٹا سردار امیر محمد خان جو اِس وقت بفضلہٖ تعالیٰ صاحب اولاد ہے، اس وقت قریباً چار سال کا ہوگا، یہ حضور کے آگے پیچھے دوڑتا اور کھیلتا جاتا تھا۔ ہمارے ملک میں لڑکوں کو بھی زیور پہناتے تھے چنانچہ یہ بھی زیوروں سے خوب آراستہ تھا، جب حضور واپس دولت خانہ تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ خدا نے آپ کو لڑکا دیا تو کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہ زیور پہن کر لڑکی نظر آئے؟ میں یہ ارشاد سن کر فوراً زیور اتارنے لگی تو حضرت اماں جان نے فرمایا کہ آپ کیا زیور اتارتی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو حضرت ممدوحہ نے زبان سے یہ فرما کر کہ اچھا یہ سعادت میں حاصل کرتی ہوں، بذات خود سب زیور اُتار کر رکھ دیے۔ حضرت اقدس وضو فرما رہے تھے اور اس طرف بھی خیال تھا، وضو سے فارغ ہو کر، بچہ کے پاس آ کر تبسم سے دیکھ کر فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے۔

اس جگہ اتنا ضرور عرض کروں گی کہ غضِ بصر کی وجہ سے اب تک حضور کو پتا نہ لگا ورنہ جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتی تو بچہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ ہوتا، آج کھلے میدان میں حضور کے آگے پیچھے دوڑتا ہوا نظر آیا تب زیورات کا پتہ لگا"۔

حکم کا ماننا سعادت ہے

"ایک دن بسواری رتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس و حضرت اماں جان صاحبہ اور چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم دروازے سے ہی سوار ہوئے، باقی مستورات برقعہ پوش رتھ کے ساتھ پیچھے جا رہی تھیں۔ تھوڑی دور جا کر حضور اُتر پڑے اور میرے واسطے فرمایا کہ وہ سوار ہوں۔ مَیں یہ سمجھ کر کہ حضور کی بڑی صاحبزادی اور بڑی بہو صاحبہ پیدل ہوں اور میں سوار! یہ نامناسب سمجھ کر عذر کر دیا کہ مَیں بخوشی پیدل چلتی ہوں۔ حضور نے میری بات سن کر خود ہی فرمایا کہ نہیں آپ سوار ہو جاویں۔ دوبارہ عرض کیا کہ ابھی تھکی نہیں تب حضور نے فرمایا کہ حکم کا مان لینا سعادت ہے تب میں فوراً سوار ہو گئی۔ حضور واپس دولت خانہ پر تشریف لے آئے، تھوڑی دور جا کر حضرت اماں جان صاحبہ اتر پڑیں اور حضور کی صاحبزادی، بہو صاحبہ سوار ہوئیں"۔

خدا نے شفا بخشی

"ایک دن حضور کا وضو ایک خادمہ کرا رہی تھی، جو پانی نیچے گر رہا تھا میں نے ایک چلو اس سے لے کر سردار امیر محمد خان کی آنکھوں پر لگایا کیونکہ پسر کی آنکھیں ہمیشہ خراب رہا کرتی تھیں، بہت سے علاج کیے حتیٰ کہ جونکیں لگوائیں مگر پوری شفایاب کبھی نہ ہوتی تھیں۔ خدا کے فضل سے اُسی دن سے خدا نے شفا بخشی پھر کبھی خراب نہ ہوئیں، آئندہ اللہ تعالیٰ کا فضل درکار ہے۔

میں نے جا کر بدھنا (لوٹا) لینا چاہا کہ میں وضو کراؤں، وہ انکار کرنے لگی۔ حضور نے فرمایا "دے دو، ہر ایک کے واسطے سعادت ہے۔" اس نے دے دیا تب میں نے حضور کا وضو کرایا"۔

آپ کے لئے دعا کروں گا

"ہم کو دارالامان آئے ہفتہ ہوا تب سردار صاحب نے مجھے فرمایا کہ حضرت اقدس مہمانوں کو جلد رخصت نہیں دیا کرتے، آج ضرور رخصت کے واسطے عرض کر دینا، آخر حضور فرمائیں گے کہ کچھ دن اور ٹھہرو تو دو چار دن اور رہ پڑیں گے۔ چنانچہ رخصت لینے مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضور اپنی تالیفات کے کام میں مصروف تھے، مَیں نے جا کر سلام عرض کرنے کے بعد رخصت کا نام لیا اور نیز دعا کے واسطے بھی عرض کی۔ تب فرمایا کہ ایسی جلدی کیوں؟ کیا گھر کے واسطے اداس ہو گئے ہو؟ یا کھانا، مکان کے متعلق کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ اگر تکلیف ہو تو میں رفع کر سکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ تکلیف کہاں کی، گھر سے بھی زیادہ آرام ہے۔ لیکن پیچھے کچھ مجبوریاں تھیں جو میں نے حضور کی خدمت میں بیان کیں تب حضور نے فرمایا کہ رہو میں ابھی تک آپ کا معاملہ سمجھا ہی اچھی طرح سے نہیں، میں دعا کروں گا اگر خدا سے کچھ ظاہر ہوا تو بتا بھی دوں گا اور مہربانی کے لہجے میں فرمایا کہ دیکھو قسمت سے ملاقات ہوتی ہے نہ مجھے اپنی زندگی پر بھروسہ ہے نہ دوسروں پر، آپ دور سے آئے اور اتنا حرج اور خرچ کر کے آئے ہو تو مناسب ہے کچھ دن اور رہو"۔

(الحکم 7 ستمبر 1934ء صفحہ 10)

تکبیر کہنے کی سعادت

"ایک دن نماز کے لیے سب مستورات جمع تھیں لیکن حضور ابھی وضو فرما رہے تھے کہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کو کسی نے کہا کہ آپ کی بچی رو رہی ہے۔ بیگم صاحبہ موصوفہ مجھے اپنی جگہ کھڑا کر کے آپ بچی کو دودھ پلانے تشریف لے گئیں، اُن کے آنے سے پہلے حضور نے نماز شروع کر دی، بیگم صاحبہ تو باہر کسی جگہ کھڑی ہوگئیں اور عاجزہ کو اُن کا وہ مقدس کام کرنا پڑا یعنی صحن کی جماعت کو اللہ اکبر کی آواز پہنچائی گئی"۔

بیماری میں بھی نماز فرض ہے

"ایک دن حضور کو درد گردہ ہو گیا اور کئی اور علاج بھی کیے ہوں گے مگر میں نے دیکھا کہ چولہے میں آگ جل رہی ہے اور اس میں پکی خشت کے ٹکڑے گرم کر کے لائے جا رہے ہیں، حضور خود یا حضرت اماں جان صاحبہ درد کی جگہ ٹکور کرتے جاتے ہیں رات کے سونے کے پلنگ پر کبھی آپ لیٹتے کبھی بیٹھتے۔ غرض تکلیف سے سخت بے آرام تھے۔ اتنے میں عصر کی نماز کی (نداء) ہوئی چنانچہ اس خدا کے برگزیدہ نے درد پر گرم خشت باندھ کر نماز ادا کر کے دکھا دیا کہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لازمی ہے اور نماز بھی فرض، سو اس کا اس طرح التزام کرنا چاہیے"۔

(الحکم 21 ستمبر 1934ء صفحہ 4)

حضرت اماں جان کی پاکیزہ صفات اور مہربانیوں کے متعلق بھی حضرت سردار بیگم صاحبہ کی روایات کتاب "سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ" صفحہ 426-424 از حضرت شیخ محمود احمد عرفانی صاحب پر موجود ہیں۔ آپ بھی اپنے خاوند کی طرح مخلص احمدی تھیں، بڑے اخلاص اور توجہ سے جماعتی کام سرانجام دیتیں۔ آپ اپنے بیٹے مکرم سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی کی وجہ سے والدہ امیر محمد خان کے ساتھ جانی جاتی تھیں۔

1932ء میں چوہدری فیض احمد صاحب انسپکٹر نظارت مال نے ڈیرہ غازی خان کا دورہ کرتے ہوئے اپنی رپورٹ میں وہاں کی لجنہ اماء اللہ کے کام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تعریفی کلمات لکھ کر رپورٹ دفتر مال کو بھجوائی۔ اس لجنہ کی صدر آپ ہی تھیں جو اپنی خدا داد قابلیت اور اخلاص و ایثار سے لجنہ کے کام کو اپنی زیرنگرانی انجام دیتی تھیں، قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا درس دیتی تھیں۔ باقاعدہ رجسٹر، رسید بکیں، رجسٹر روئیداد وغیرہ موجود تھا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول صفحہ 295)

آپ کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے، آپ کا نام ضلع ڈیرہ غازی خان، کوٹ قیصرانی کے تحت درج ہے۔ اسی طرح قادیان میں ایک دفعہ نظارت ضیافت نے جلسہ سالانہ کے لیے دیگوں کی ضرورت پیش آنے پر تحریک کی جس پر لبیک کہنے والوں میں مستورات بھی شامل ہوئیں۔ حضرت سردار بیگم صاحبہ نے بھی اس موقع پر ایک دیگ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کے لیے دی، چنانچہ آپ کا ذکر ایک فہرست میں یوں درج ہے:

والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خان صاحب چیف قیصرانی کوٹ قیصرانی ایک دیگ۔

(الفضل 22 اکتوبر 1936ء صفحہ 6)

حضرت سردار بیگم صاحبہ نے 14 فروری 1959ء کو وفات پائی، آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصیہ (وصیت نمبر 1874) تھیں، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگا ہوا ہے۔ آپ کے بھائی محترم سردار فیض اللہ خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا:

"میری ہمشیرہ صاحبہ محترمہ والدہ سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی آف کوٹ قیصرانی بقضائے الٰہی فوت ہوگئی ہیں۔ مرحومہ بہت نیک، دیندار اور مخلص ہونے کے علاوہ (رفیقہ) و موصیہ تھیں اور (دعوت الی اللہ) و تقریر کا خاص شوق و ملکہ تھا۔ احباب مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا فرمائیں۔"

(الفضل 15 مارچ 1959ء صفحہ 6)

آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں جن کے نام اس طرح ہیں: مکرم سردار شمشیر خان صاحب، مکرم سردار امیر محمد خان صاحب، محترمہ مبارکہ بی بی صاحبہ، محترمہ عزیز بی بی صاحبہ اور محترمہ گاموں بی بی صاحبہ (والدہ مکرم کرنل ریٹائرڈ محمد حیات خان قیصرانی صاحب مرحوم)

(اولاد کے بارے میں یہ معلومات مکرمہ امۃ النصیر قیصرانی صاحبہ حال ٹورانٹو، کینیڈا سے لی گئی ہیں)

حضرت سردار امام بخش قیصرانی صاحب کے چھوٹے بھائی حضرت سردار شیر بہادر خان قیصرانی صاحب (ولادت 1876ء - وفات 28 دسمبر 1956ء) بھی رفقائے حضرت مسیح موعود میں سے تھے اور نہایت مخلص اور رقیق القلب بزرگ تھے، جماعت احمدیہ کے مشہور شاعر مکرم رشید قیصرانی صاحب انہی کے بیٹے تھے۔

مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب

مکرم محمد رشید صاحب کی یادیں

میرے نہایت ہی پیارے دوست محمد رشید جو کافی عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے 28 مئی 2011ء کو احمد نگر میں جہاں وہ اپنی بیٹیوں کے پاس رہ رہے تھے۔ وفات پا گئے میرے ساتھ ان کی شناسائی 1967ء سے تھی جبکہ ان کی رہائش چکلالہ میں تھی۔ انہوں نے اپنی سرکاری ملازمت کا آغاز کراچی سے کیا اور ساری عمر وزارت خزانہ میں گزاری اور 1999ء میں 35 سال ملازمت کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی اور اب حلقہ G-11 اسلام آباد میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔

مرحوم ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہنے والے تھے۔ وہاں اپنی آبائی زمین تھی۔ محنتی تھے۔ اسلام آباد میں گھر پر مرغیاں پالی ہوئی تھیں اور انڈوں کا کاروبار کرتے تھے جو کہ ایک اضافی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ مرحوم کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ 5 بیٹیاں ہیں۔ وہ سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔

خاکسار مجلس انصاراللہ اسلام آباد مشرقی کا 13 سال زعیم اعلیٰ رہا ہے۔ میری مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ دعوت الی اللہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے تھے اور اکثر مذاکروں میں اپنے غیراز جماعت احباب کو لاتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے گھر میں مولانا شفیع صاحب اشرف جبکہ وہ راولپنڈی میں مربی سلسلہ تعینات تھے۔ اپنے گھر پر ایک شیعہ ذاکر سے مذاکرہ کی تقریب پیدا کی تھی۔ جو رات گئے تک جاری رہی۔

جب تک صحت نے اجازت دی پابندی سے بیت الذکر میں جمعہ کی نماز میں شامل ہوتے رہے۔ کبھی احمدیت کو نہیں چھپایا۔ جلسہ سالانہ پر بھی باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ مرحوم کو سب سے پہلے 2001ء میں دل کا عارضہ لاحق ہوا۔ کافی عرصہ بیماری کا مقابلہ کیا۔ لیکن کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ گھر پر MTA لگایا ہوتا تھا۔ اور سارا دن پروگرام سنتے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنا کرتے تھے۔ اور جماعت کے حالات سے ہر وقت باخبر رہتے۔

مرحوم مہمان نواز تھے۔ چونکہ ان کی سرکاری رہائش فائر بریگیڈ G-7 سٹاپ کے ساتھ تھی۔ اور پبلک ٹرانسپورٹ ہر وقت موجود رہتی اس لئے ان کے ہاں اکثر رشتہ داران کی مہمان نوازی سے لطف اندوز رہتے تھے۔ رمضان المبارک میں خصوصی افطاری کا انتظام کرتے اور غیراز جماعت احباب کو بھی مدعو کرتے۔ ملازمت کے دوران نہایت اعلیٰ دیانتداری کا نمونہ دکھایا۔ کبھی کوئی لالچ نہ کیا۔ قناعت پسند تھے ساٹھ کی دہائی میں جب بطور سرکاری ملازم کراچی سے اسلام آباد منتقل ہوئے۔ تو ان چند محدود احباب میں محمد رشید بھی شامل تھے۔ اوّل اوّل چکلالہ میں قیام پذیر ہوئے۔ کیونکہ اسلام آباد میں ابھی سرکاری مکانات تعمیر ہو رہے تھے۔ حلقہ G-7 کے ابتدائی آباد کاروں میں سے تھے۔ اور اپنے حلقہ میں رشید مرغیوں والے مشہور تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب

ربوہ کی مبارک بستی اور یادوں کے دریچے

چند سال پردیس میں قیام کے بعد نومبر 2011ء میں ربوہ کی مبارک بستی میں جانے اور متبرک مقامات کی زیارت کرنے کا اتفاق ہوا۔ دریائے چناب کے پل سے گزرتے ہی یادوں کے دریچے سے وہ نظارے سامنے آنے شروع ہوئے جب 1948ء میں نئی بستی کے قیام کے آغاز پر حضرت مصلح موعود نے اپنا مبارک قدم اس بے آب و گیاہ مقام پر رکھا تھا۔ پل سے گزر کر سڑک پر آگے بڑھتے ہوئے ہماری موٹر کار جب فضل عمر ہسپتال کے سامنے سڑک پر پہنچی تو سب سے پہلے بہشتی مقبرہ پہنچے اور احاطہ خاص کی زیارت اور دعا کی۔

بعد ازاں بہشتی مقبرے سے واپسی پر جب فضل عمر ہسپتال کے سامنے والی سڑک پر گزر ہوا تو یادوں کے دریچے بیت یادگار میں لے گئے جہاں 1948ء میں جماعت احمدیہ کے پہلے خیمے نصب ہوئے تھے اس وقت میں مدرسہ احمدیہ کے سال اوّل کا طالبعلم تھا۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ احمدنگر میں قائم تھے۔

مدرسہ اور جامعہ کے طلبہ بحیثیت خدام احمدنگر سے حفاظت کی خدمات بجالانے کے لیے اس وقت کی بے آب و گیاہ سرزمین پر آنا ہوتا تھا۔ اس وقت کسی قدر احمدی آبادی ربوہ کے قریب تر احمدنگر ہی تھی اور پھر ہم مدرسہ اور جامعہ کے طلبہ ہونے کی حیثیت سے ہر قسم کی خدمت کے لیے ہر آن موجود رہتے تھے۔

فضل عمر ہسپتال کی موجودہ شاندار عمارت پر نظر دوڑاتے ہوئے اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ پر نظر ڈالتے ہوئے گولبازار کی موجودہ شاندار عمارتیں دیکھتے ہوئے اپنی قیامگاہ دارالعلوم غربی پہنچے۔ ربوہ میں چند دن ہی قیام کرنا مقصود تھا۔ اس لیے ہم نے اپنے ایک عزیز جس کے پاس اپنی موٹر کار تھی سے درخواست کر رکھی تھی کہ ہمیں آپ نے ربوہ کی سیر کرانی ہے۔ چنانچہ سیر کرتے ہوئے موجودہ ریلوے سٹیشن سے تھوڑی دور مغرب کی جانب جہاں ربوہ میں پہلے جلسہ سالانہ کے لیے لنگر خانہ یعنی جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرنے کا اہتمام تھا اور ساتھ ہی کچھ عارضی بیرکس ان کے قیام کے لیے بنائی گئی تھیں۔ اس مقام سے گزرتے تو وہ سب یادوں کے دریچے میں نمایاں ہوگئیں۔

جلسہ سالانہ منعقدہ اپریل 1948ء

اس بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں پہلا جلسہ سالانہ اپریل 1948ء میں منعقد ہوا تھا۔ مہمانانِ کرام کی خدمات بجالانے پر ہم مامور تھے۔ جلسہ کے اختتام پذیر ہونے پر مہمانوں نے رختِ سفر باندھا اور روانہ ہوگئے۔ مہمانوں کو الوداع کہنے کے بعد ہم سامان سمیٹنے کے بعد اداسی کے لمحات سے دوچار تھے۔ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد اداسی کے عالم میں اکٹھے ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم خدمت گاروں میں سے ایک صاحبِ ذوق نے مشہور شاعر ''ادیب'' کی ایک نظم جس کا پہلا شعر یوں ہے: ''دیس کی پر کیف رنگیں سی فضاؤں میں کہیں''

کچھ اس انداز سے پڑھنا شروع کیا کہ اس سے لطف اندوز ہونے والوں سے بعض دوسرے صاحبِ ذوق نوجوان بھی شامل ہوگئے۔ اس نظم اور جس انداز میں پڑھی گئی تھی تمام حاضرین کو سکوں میسر آیا اور نیند کی آغوش میں ڈوب گئے۔

ان ہی عارضی تعمیر شدہ بیرکس میں چند سال بعد ہماری جامعہ احمدیہ کی کلاسیں احمدنگر سے منتقل ہو کر رہائش پذیر ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے ہی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مکان تعمیر ہوتا تھا۔ ہماری جامعہ احمدیہ کی آخری کلاس مئی 1954ء میں مولوی فاضل کا امتحان دینے لاہور روانہ ہوئی تھی۔ روانگی کے لیے ہم بس سٹاپ جو اس وقت بیت المبارک کے سامنے سڑک پر ہوتا تھا بس کے انتظار میں کھڑے تھے اور ہمارے نہایت ہی مہربان استاد مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ہمارے ساتھ لاہور جانے کے لئے موجود تھے۔ بس کی آمد کا انتظار ہو رہا تھا کہ استادِ محترم نے دلچسپ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''لڑکو خوب محنت اور توجہ سے امتحان دو اور مولوی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرو۔ دیکھو کل کو اگر آپ کی جماعت احمدیہ کو ضرورت نہ ہو تو امتحان میں فیل ہونے کی صورت میں کیا کرو گے جوتیوں کی پالش۔ امتحان میں کامیاب ہونے کی صورت میں کم از کم عربی استاد کا کہیں نہ کہیں کام مل سکتا ہے''۔

یادوں کے دریچے میں یہ یادیں اور باتیں لیے ہوئے اسی سڑک سے ہم قبرستان پہنچے اور اپنے کچھ پیاروں کی قبروں پر دعائے مغفرت کرنے کے بعد دارالضیافت پہنچے۔

دارالضیافت کی موجودہ شاندار عمارت جس جگہ اس وقت ہے یہاں ربوہ کی بستی بسنے کے آغاز میں تحریک جدید کے عارضی دفتر بنے تھے اور بعد میں جب پختہ دفتر تعمیر ہوئے تو دفاتر وہاں منتقل ہو گئے اور 1954ء میں جامعۃ المبشرین کا ہوسٹل یہاں منتقل ہونے پر اس وقت کے جامعۃ المبشرین کے طلبہ یہاں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ اب اس مقام پر کئی منزلہ عمارت بلکہ عمارتیں بن چکی ہیں۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر یادِ ماضی آنکھوں کے سامنے اور دل کے نہاں خانے میں گھومنے لگی اور بے طرح یہ مصرع زبان پر آگیا۔ ع

''یادِ ماضی عذاب ہے یا رب''

ساتھ ہی وہ قدرتی مناظر ذہن میں گھومنے لگے جو اس وقت اس بے آب و گیاہ سرزمین کی زینت تھے۔ وہ چھوٹی چھوٹی قدرتی پہاڑیاں جن میں سے اب ایک دو ہی باقی ہے۔ خاص طور پر جو اب ربوہ کی آبادی کے وسط میں آگئی ہے اور جس کے اوپر جا کر ربوہ کی آبادی کے آغاز میں اس کی چوٹی پر سے اس وقت کے بے آب و گیاہ میدان کا منظر دیکھا کرتے تھے۔ وہ وقت اور وہ نظارے اور پھر اس وقت کی مختصر آبادی میں قیام پذیر احباب کی ایک دوسرے سے ملاقاتیں، محبت اور الفت سے پیش آنا اور جن میں سے اب خال خال ہی باقی ہیں۔ جب یہ تمام احوال ذہن میں گھومنے لگے تو بے ساختہ یہ مصرع زبان پر آگیا۔

''دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو''

گزشتہ 63 سال کے تمام نشیب و فراز ذہن میں گردش کرنے اور ترقی کی منازل درجہ بدرجہ طے کرنے کا عرصہ یاد آنے پر کسی شاعر کے شعر کا خوبصورت مصرع یاد آگیا۔

''بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے''

ربوہ کی مبارک بستی میں قیام تین ہفتے تھا اس دوران اکثر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر احباب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا رہا۔ ان دفاتر میں افسران اور احباب جو ہمارے آشنا یوں سمجھیں کہ ہمارے ہم مشرب و ہم پیالہ تھے وہ اب چند ہی ہیں یہ سب دیکھتے ہوئے اور ربوہ کے مرکزی دفاتر اور محلہ جات میں گھومنے پھرنے اور ترقی کے مناظر دیکھنے اور ملاقاتیوں کے محدود ہونے پر ایک شعر اکثر اوقات زبان پر بے ساختہ آجاتا رہا۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئینِ گلشن میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

جامعہ احمدیہ میں یادیں تازہ کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ کیونکہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم کے قریباً دس سال گزارنے کے علاوہ دو مرتبہ تدریس کی خدمات بھی سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ جس کا عرصہ کم و بیش تئیس سال پر مشتمل ہے۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی معلوم ہوا کہ یہ اب وہ جامعہ نہیں ہے جو میرے تدریس کے دوران تھا۔ اب تو اسی کمپاؤنڈ میں دو تین مزید عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ تاہم میں سب سے پہلے اس سٹاف روم میں گیا جس کی حیثیت اب ایک عام سے کمرے کی ہے۔ اس سٹاف روم سے میری قریباً 23 سالوں کی یادیں وابستہ تھیں۔ مختلف اوقات میں مختلف اساتذہ کرام سے رابطہ رہتا تھا۔ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے علمی اور عملی فوائد حاصل ہوتے تھے۔ سٹاف روم میں داخل ہوتے ہی ماسٹر عطا محمد صاحب جو مکرم نور محمد نسیم سیفی صاحب کے والد تھے یاد آگئے۔ وہ جب تنہا سٹاف روم میں ہوتے تو ایک فارسی قطعہ اس انداز میں زبان سے ادا کر رہے ہوتے کہ سننے والا بے حد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ حتیٰ کہ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے یہ قطعہ لکھ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دیا۔

سٹاف روم سے نکل کر پرانی عمارت گھوم پھر کر دیکھی اور پھر نئی عمارت میں گیا، جہاں اب تدریس کا عمل ہوتا ہے اور پرنسپل صاحب جن سے میری زمانہ طالبعلمی کی جان پہچان تھی بلکہ جامعۃ المبشرین کے ہوسٹل میں اکٹھے رہتے تھے، سے ملاقات کی اور انہیں اپنی کتاب ''یادِ ایام'' دی اور چند کاپیاں لائبریری کے لیے دیں۔

اگلے روز جامعہ احمدیہ جونیئر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس کے پرنسپل کو بھی کتاب ''یادِ ایام'' دی اور چند کاپیاں لائبریری کے لیے بھی دیں۔ انہوں نے طلبہ جامعہ سے خطاب کرنے کے لئے کہا اور اس پر بھی حسبِ ارشاد عمل ہوا۔ اس سارے عمل سے جامعہ احمدیہ سے کسی نہ کسی طرح قریباً 63 سالہ وابستہ یادیں تازہ ہوتی رہیں۔ ربوہ کی مبارک بستی کے قیام کا یہ مختصر عرصہ ختم ہونے پر جب وہاں سے روانہ ہونے کا وقت آیا تو بے طرح حضرت مصلح موعود کے منظوم کلام کا یہ شعر زبان پر رواں ہوگیا۔

ربوہ کو تیرا مرکزِ توحید بنا کر
اک نعرہ تکبیر فلک بوس لگائیں

ریوڑیاں اور کونین

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ میں ایک جگہ گیا اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ وہاں میں نے بورڈنگ میں دیکھا کہ ایک لڑکا ریوڑیاں کھا رہا تھا اور ایسی طرز پر کھا رہا تھا کہ اس کی حالت قابل ہنسی تھی۔ یعنی ریوڑیوں کو اس نے چھپایا ہوا تھا جیسے ڈرتا ہے کہ کوئی نہ دیکھ لے۔ مجھے ہنسی آگئی اور میں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگا سنا ہے حضرت مسیح موعود کو ریوڑیاں پسند ہیں اس سنت کو پورا کرتا ہوں۔ میں نے کہا آپ تو کونین بھی کھاتے ہیں وہ بھی کھاؤ۔

(تقدیر الٰہی انوار العلوم جلد چہارم صفحہ 477)

فہرست نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4 اکتوبر 2012ء کو بمقام بیت الفضل لندن صبح 11:00 بجے درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم اللہ دتہ صاحب

مکرم اللہ دتہ صاحب ابن مکرم محمد دین صاحب آف چک نمبر 84 فتح حاصل پور حال یو۔کے مورخہ 29 ستمبر کو مختصر علالت کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ بہت نیک دعا گو، نمازوں کے پابند اور باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ مالی قربانی میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ جماعت حاصل پور کو مربی ہاؤس کیلئے دس مرلہ کا پلاٹ عطیہ کے طور پر دیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم وسیم احمد صاحب سروعہ مربی سلسلہ بوسنیا اور مکرم حافظ پرویز اقبال صاحب مربی سلسلہ ربوہ کے چچا تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرم صفدر خان صاحب

مکرم صفدر خان صاحب ابن مکرم اسماعیل خان صاحب آف ڈیریانوالہ ضلع نارووال مورخہ 11 جون 2012ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، خلافت کے ساتھ اطاعت و وفا کا تعلق رکھنے والے، بہت دعا گو اور نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے وسیم احمد خان صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل دارالسلام تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ

مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم آف ضلع ننکانہ صاحب مورخہ 27 جولائی 2012ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تقویٰ شعار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کا تعلق تھا۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نعیم احمد اقبال صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل فجی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم چوہدری ارشاد احمد ورک صاحب

مکرم ارشاد احمد ورک صاحب ایڈووکیٹ آف لاہور مورخہ 8 جولائی 2012ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کے تایا حضرت چوہدری بہاول بخش صاحب نے اپنے سارے بھائیوں کے ساتھ مل کر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق پائی اور اس کے بعد آپ کے گاؤں بیداد پور کو بھی احمدیت میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو اپنے حلقہ رحمٰن پورہ لاہور میں صدر جماعت کے علاوہ مختلف عہدوں پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ ممبر قضاء بورڈ بھی رہے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار انسان تھے۔ اپنی اولاد کو بھی نماز باجماعت کی تلقین کرتے اور اس کا اہتمام کروایا کرتے تھے۔ خلافت احمدیہ سے اطاعت و وفا کا تعلق رکھنے والے، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

مکرم سردار گل زمان خان صاحب

مکرم سردار گل زمان خان صاحب آف یو ایس اے مورخہ 19 جون 2012ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت حاجی احمد جی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے نواسے تھے۔ آپ نے مقامی جماعت میں 12 سال تک بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ فرقان فورس میں بھی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ حضرت مسیح موعود سے سچی عقیدت اور خلفاء سے پیار اور اطاعت و وفا کا تعلق تھا۔ جماعت کے ہر فرد سے بھی پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری سابق مشنری انچارج انڈونیشیا مورخہ 20 مئی 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، نہایت سادہ مزاج، لوگوں کا خیال رکھنے والی، غریب پرور صابر و شاکر نیک خاتون تھیں۔ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور نہایت ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت پر قائم رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرمہ خورشید پروین صاحبہ

مکرمہ خورشید پروین صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب مرحوم آف سرگودھا مورخہ 25 جولائی کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ کی اپنی حقیقی اولاد نہ تھی۔ آپ نے دو بچے پال رکھے تھے جن کی دینی اور دنیوی تعلیم کا آپ نے خیال رکھا اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ کی خالہ تھیں۔

مکرم کلیم احمد خاور صاحب

مکرم کلیم احمد خاور صاحب ابن مکرم جلیل احمد شاہد صاحب مرحوم آف ووکنگ یو۔کے مورخہ 8 جولائی 2012ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت پیر فیض احمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے نواسے تھے۔ آپ کو اسلام آباد پاکستان میں بحیثیت قائد خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر اسلام آباد میں رشین زبان میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر یو کے آ گئے اور یہاں رشین ڈیسک میں خدمت کی توفیق پائی۔ رشین ترجمہ قرآن کے ابتدائی کاموں میں بھی شامل رہے۔ بہت خوش اخلاق، خوش گفتار، نیک اور ملنسار انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ بوڑھی والدہ، ایک بہن اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم سید عبدالشکور ظفر صاحب

مکرم سید عبدالشکور ظفر صاحب آف ربوہ مورخہ 29 اپریل 2012ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں پیش پیش رہنے والے، نیک، پرہیزگار اور صابر و شاکر انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

مکرم کمال دین صاحب

مکرم کمال الدین صاحب آف لاہور مورخہ 13 جون 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور اپنے حلقہ الطاف پارک میں نائب صدر اور سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بہت مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔

مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ

مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ آف ربوہ مورخہ 6 اپریل 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ حضرت مرزا محمد اکرم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی اور مکرم مرزا غالب بیگ صاحب درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، غریب پرور اور خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ آف یو ایس اے مورخہ 16 اگست 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ بہت محنتی، غریب پرور اور نیک خاتون تھیں۔ 45 سال کا عرصہ بیوگی آپ نے نہایت صبر اور شکر سے گزارا اور بچوں کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ ڈاکٹر فاروق احمد صاحب پریذیڈنشل سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت یو ایس اے کی والدہ تھیں۔

مکرم محمد فطین احمد صاحب

مکرم محمد فطین احمد صاحب ابن مکرم محمد اظہر محمود صاحب آف حیدر آباد مورخہ 10 جولائی 2012ء کو 15 سال کی عمر میں موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ آپ وقف نو کی تحریک میں شامل تھے۔ نہایت خوش اخلاق، فرمانبردار، مہمان نواز اور دین کی خدمت کا شوق اور جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے۔ آپ تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے اور بہت لاڈلے تھے۔

عزیزہ شانزے

عزیزہ شانزے بنت مکرم خالد پرویز بٹ صاحب آف ربوہ کی عمر 5 سال تھی۔ بقضائے الٰہی حادثاتی طور پر گرم کڑاہی میں گرنے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ جسم کا نچلا حصہ بری طرح جل گیا تھا۔ فضل عمر ہسپتال میں فرسٹ ایڈ کے بعد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد بھی لے جایا گیا اور علاج کے بعد کچھ عرصہ گھر میں بھی رہی لیکن جانبر نہ ہو سکی اور 25 اگست 2012ء کو وفات پا گئی۔ عزیزہ نہایت ہی خوبصورت، معصوم اور پیاری بچی تھی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ بوڑھے دادا اور نانا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

تصحیح

روزنامہ الفضل 18 اکتوبر 2012ء کے صفحہ 7 پر شائع رپورٹ میں نشہ سے متعلق سیمینار محلہ دارالعلوم غربی خلیل ربوہ میں ہوا تھا جبکہ غلطی سے دارالعلوم غربی صادق ربوہ لکھا گیا ہے۔ احباب تصحیح کر لیں۔

(بقیہ از صفحہ 1 مقابلہ مقالہ الفضل)

6۔مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ ہوں گے۔

7۔مقالہ نگار پہلے صفحہ پر مقالے کا عنوان، اپنا مکمل نام بمعہ ولدیت، مکمل پوسٹل ایڈریس، فون نمبرز، تنظیم اور مجلس کا نام نمایاں طور پر تحریر کریں اور اسی صفحہ پر صدر جماعت یا امیر ضلع کی مہر کے ساتھ تصدیق بھی ضرور کروائیں۔

8۔مقالہ نویس مقالہ ادارہ میں جمع کروانے سے قبل ایک کاپی اپنے پاس رکھ لیں۔ادارہ میں جمع شدہ مقالہ واپس نہیں دیا جائے گا۔

9۔مقالہ نگار خواتین و حضرات کے لئے تمام قواعد کی پابندی لازمی ہے۔

انعامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اول:20 ہزار روپے

دوم:15 ہزار روپے

سوم:10 ہزار روپے

نوٹ:ان تین انعامات کے علاوہ اگلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والوں کو انعامی کتب اور سند امتیاز کی صورت میں انعامات دیئے جائیں گے۔

مقالہ نویس اپنے علمی ذوق وشوق کے تحت زیادہ سے زیادہ اس تاریخی مقابلہ میں شرکت فرمائیں۔ذیلی تنظیمیں سے اس سلسلہ میں بھر پور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

درخواست دعا

❁ مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ریاض احمد ساہی صاحب بعارضہ بلڈ پریشر، شوگر اور گردے بیمار ہیں۔احباب جماعت سے شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم خرم بشیر صاحب کارکن ایوان محمود ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سسر مکرم قریشی عبدالرشید صاحب دارالرحمت غربی ربوہ آجکل صاحب فراش ہیں۔ چلنے پھرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ چند دن طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں داخل رہنے کے بعد گھر تشریف لے آئے ہیں۔ احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنا خاص فضل فرماتے ہوئے صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے اور ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ رکھے اور صحت وسلامتی والی فعال زندگی عطا کرے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 22۔اکتوبر

طلوع فجر	4:49
طلوع آفتاب	6:14
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:31

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

❁ دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی پی بھجوایا جا رہا ہے۔مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جا سکے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

روحی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

تمام۔پرانی پیچیدہ اور ضدی امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون:0344-7801578

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھیے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے
ائیر کنڈیشنز کی سہولت موجود ہے
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423,0476213372

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

FR-10